

مُراد :- ٹھنڈی ہوں گی۔

نکل جاتا ہے۔

CUT

مُراد سائیکل پر آتا ہے۔ بازار میں ہر کسی سے سلام لے رہا ہے۔ چاچا حلوائی ایک گاہک کو مٹھائی کا ڈبہ دینے کو ہے۔ مُراد اُسے سلام پھینک کر ڈبہ لے لیتا ہے۔ مُرتا ہے۔ ایک لڈو نکال کر حلوائی کے منہ میں رکھتا ہے اور پھر سائیکل پر بیٹھ کر آگے بڑھ جاتا ہے۔ کوٹھڑی کا دروازہ روشن مشک اٹھائے نکلتا ہے۔ مُراد اسے روکتا ہے اور مشک کو کندھے سے اتار کر اندر چلا جاتا ہے۔ روشن حیران ہو کر پچھے جاتا ہے۔ مُراد مٹھائی کا ڈبہ کھول کر ایک لڈو اس کی طرف بڑھاتا ہے۔

مُراد :- تیرے سارے بوجھ ختم ہو گئے آبا۔ اب تو سیدھا ہو کر چل سکتا ہے۔

روشن :- (کچھ کچھ سمجھتے ہوئے) میں صرف باہر سے جھکا ہوا ہوں۔ اندر سے تو نہیں۔

پُر ہوا کیا ہے ؟

مُراد :- ملک بھر میں میری نوں پوزیشن آئی ہے۔ میں سلیکٹ — پاس ہو گیا ہوں آبا۔

روشن :- (آسمان کی طرف منہ کر کے) بارش آ ہی گئی۔ میں ہر پیرا ہو گیا ہوں۔

(پانی کا گلاس بھر کر پیتا ہے) میری پیاس ختم ہو گئی۔ (مشک کو اٹھا

کر سینے سے لگاتا ہے) رت سچے کے بعد میں تیرا شکر گزار ہوں۔ (مُراد مشک

کو چھین کر پرے رکھ دیتا ہے) بڑا افسر ہو گیا ہے۔ کتنا بڑا ؟

مُراد بہت بڑا آبا ؟

روشن :- کب سے دفتر جانا شروع کرے گا ؟

مُراد :- ابھی نہیں آبا۔ پہلے چھ ماہ کی ٹریننگ ہوگی اکیڈمی میں۔ پھر پوسٹنگ

ہو گئی۔

روشن :- چاچے چاچی کو خبر کی ؟ چاچے حلوائی کو بتایا ؟ اور راہیاں (مسکرا کر)
اسے ضرور بتا کر آیا ہو گا۔

مراد :- میں تو سیدھا تمہارے پاس آ رہا ہوں۔

روشن مٹھائی کا ڈبے لے کر باہر نکلتا ہے۔ اور سب کو بانٹتا ہے۔

———— CUT ————

ایک پُرشکوہ عمارت کٹ کر کے اندر جاتے ہیں۔ مراد لڑکوں کی ایک کلاس میں بیٹھا ہے۔ تقریباً پندرہ بیس لڑکے سوٹوں میں ملبوس ہیں انٹرکٹریو پیروے رہا ہے۔ پھر مونٹاژ۔ مراد ٹینس کھیل رہا ہے۔ گھڑ سواری کر رہا ہے۔ ڈرائینگ روم میں کھانا کھا رہا ہے۔ دیٹر موب ہو کر کھڑے ہیں۔ ایک دیٹر گلاس میں پانی ڈالتا ہے۔ مراد ہڑیرا کر دیکھتا ہے۔ اور پانی پرے کر دیتا ہے۔ چپراسی آتا ہے۔

چپراسی :- سر آپ کے وزیٹر ہیں ؟

مراد :- میرے ؟

چپراسی :- جی سر۔ ڈینگ روم میں تشریف رکھتے ہیں۔

———— CUT ————

ڈینگ روم۔ روشن ایک کونے میں بیٹھا ہے۔ دوسرے کونے میں ایک اور لڑکا اپنے والدین کے ساتھ بیٹھا باتیں کر رہا ہے۔ مراد آتا ہے۔

مراد :- دپاس آکر سرگوشی سے، اباجی آپ۔

روشن :- (بلند اور EXCITED آواز میں) مراد بیٹے۔

مراد :- ذرا آہستہ اباجی۔ وہ۔

روشن :- (ادھر ادھر دیکھ کر) تو اتنے دنوں سے نہیں آیا تھا تو میں نے

مُراد :- تو فون کریتے۔

روشن :- کہاں سے ؟

مُراد :- خیر

روشن :- چاچے حلوائی نے بھی کہا راہیاں نے بھی صلات دی کہ تم خود پلے جاؤ۔

وہاں بڑے سکول ہیں وہ چوکیدار تو آنے ہی نہیں دیتا تھا۔ بڑی مشکل

سے

روشن :- آبا میں خود آ جاتا تم نے خواہ مخواہ تکلیف کی۔

گشتگو کے دوران دینگ روم میں بیٹھے والدین بڑی دلچسپی سے روشن کو دیکھتے ہیں۔

مراد قدرے شرمندہ ہے۔

روشن :- دیکھ میں تیرے لیے پنجیری بنوا کر لایا ہوں چاچے حلوائی سے۔ پیاروں

مغز ہیں اس میں دماغ چمک اٹھتا ہے ایک پتی سے۔

مُراد :- (پوٹلی لیتا ہے) ٹھیک ہے آبا۔

روشن :- تو جلدی میں ہے کیا ؟

مُراد :- وہ آبا دراصل ایڈمنسٹریشن کلاس میں تھا کہ آپ کا پیغام پہنچا میں ...

روشن :- اچھا ؟ چہرہ اسی تو کہتا تھا کہ کھانا کھا رہے ہیں۔ خیر تجھے اُن پانی تو

ٹھیک دیتے ہیں ناں یہاں۔

مُراد :- ہاں ہاں آبا۔ کیا کرتے رہتے ہو اب سارا دن۔

روشن :- کھونٹی پر ٹنگی مشک سے کہتا رہتا ہوں کہ بی بی اب ہم نے تجھے طلاق

دے ڈالی۔ اب ہم ایک بڑے انسر کے باپ ہیں کوئی ناشکی نہیں اور

ہاں تجھ سے ایک بات کرنی تھی تو یہاں سے فارغ ہو جائے نا تو

راہیاں

مُراد :- ابا تو چل میں شام کو آؤں گا پھر بات کریں گے۔ ٹھیک ہے۔
روشن :- ٹھیک ہے۔

اُس کا ماتھا چومتا ہے

پیرانا ضرور۔ چاچا حلوائی بھی۔

مُراد :- اچھا اچھا ابا۔

روشن جاتا ہے۔ مُراد والدین اور لڑکے کو دیکھتا ہے جو اسے دیکھ رہے ہیں۔
اور باہر نکل جاتا ہے۔

———— CUT ————

روشن چارپائی پر لیٹا انتظار کر رہا ہے مگر مُراد نہیں آتا۔

———— CUT ————

لڑکے کلاس روم سے باہر نکل رہے ہیں۔ مُراد اپنے دوست جلال کے ساتھ
باہر آتا ہے۔

جلال :- شکر ہے۔ یہ دو تین دن تو میں مکمل طور پر RELAX کروں گا۔ تم
کتنے بے جا رہے ہو۔

مُراد :- میں نہیں جا رہا۔

جلال :- ویک اینڈ پر گھر نہیں جا رہے۔ کیوں؟

مُراد :- یار وہ سول لار کے کچھ نوٹس تیار کرنے ہیں اور ویسے بھی طبیعت
کچھ ٹھیک نہیں۔

جلال :- اس اکیڈمی کا میس اتنا لاؤری ہے کہ تو بہ۔ بھٹیلا خانہ ہے بالکل۔

یار گھر جاؤ۔ گھر کا کھانا کھاؤ اور لان میں کرسی ڈال کر RELAX کرو دو

دن۔ بالکل ٹھیک ہو جاؤ گے۔

مُراد :- اُدھر سول لار کے نوٹس

جلال :- کوئی اور پکرتو نہیں ہے ؟ ذرا بچ کر رہا کرو۔ انڈر ٹریننگ آفیسر تو بڑے
فیورٹ ٹارگٹ ہوتے ہیں لڑکیوں کی ماڈوں کے خیراب دور و ز بعد
ملاقات ہوگی۔ تم اپنے کمرے میں ہی ہو گے ناں۔ ہو سکتا ہے فون کروں
کسی وقت۔ خدا حافظ۔

مُراد :- خدا حافظ۔ انجائے پور سیلف۔

جلال :- آئی ول

———— CUT ————

مُراد اپنے کمرے میں اکیلا لیٹا ہوا ہے۔ اُدھر روشن بھی کوٹھڑی میں لیٹا ہوا ہے۔
دونوں کے دو تین کٹ۔ پھر کیمرو مُراد پر آتا ہے۔ فون کی گھنٹی ادویپ ہوتی
ہے۔ مُراد فون اٹھاتا ہے۔

مُراد :- ہیلو جلال۔ اوسے یہ تم۔ RELAX کر رہے ہو۔

———— CUT ————

جلال فون پر اس کے قریب ایک معزز بنی سنو سی۔ باوقار۔ PUSH
خاتون کھڑی ہیں۔

جلال :- بھئی مجھے کیا پتہ تھا کہ گھر پہنچوں گا تو کراچی سے آتی ڈیئر بازل ہو
جائیں گی۔ ایک لمحے کے لیے چین نہیں لینے دیتیں۔ اب کہہ رہی ہیں کہ
اکٹیوی میں ٹریننگ لینے والے تمام دوستوں کو فوڈ اشام کے کھانے
پر بلاؤ۔ میں انہیں ملنا چاہتی ہوں۔ سات بجے پہنچ جاؤ۔ پہنچ جاؤ
گے ناں !

———— CUT ————

ایک اور نمبر ڈائل کرتا ہے۔

جلال :- ڈسٹرب تو نہیں کیا تمہیں انور۔ آج شام کیا کر رہے ہو؟ نہیں اس
ہنستا ہے کے علاوہ۔ تو پھر شام سات بجے ہمارے ہاں آجاؤ۔ میری آنٹی آئی ہوئی
ہیں کراچی سے۔ میرے دوستوں سے ملنا چاہتی ہیں۔ سات بجے پہنچ جانا۔

———— CUT ————

جلال :- سات بجے۔

———— CUT ————

جلال :- سات بجے۔

———— CUT ————

جلال :- پورے سات بجے۔

کلاک پر سات بجے ہیں۔

ایک وسیع و عریض ڈرائینگ روم۔ جو امارت کے ساتھ ساتھ عمدہ ذوق کا بھی
پتہ دیتا ہے۔ صوفوں پر وہی نوجوان بیٹے ہیں جو اکیڈمی کے کلاس روم میں دکھائے
جا چکے ہیں۔ جلال کے ماں باپ بھی ہیں۔ مُراد داخل ہوتا ہے۔ قدرے گھبرا یا ہوا۔
ڈرائینگ روم اور اس کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ جلال اٹھ کر ملتا ہے۔
جلال :- یاہ آئی ایم گریٹ فُل۔ سول لار کے نوٹس تو جیتے ہی رہیں گے۔
ادھر آجاؤ۔

مُراد سب سے سلام دعا کرتے بیٹھ جاتا ہے۔ ایک ملازم ٹرے میں مشروب لیے
آتا ہے۔

ملازم :- صاحب

مُراد ہاتھ بڑھاتا ہے تو گلاس جس میں کوکا کولا ہے۔ اُسے پانی کا گلاس دکھائی

دیتا ہے۔ انکار کر دیتا ہے۔

ڈرائیونگ روم میں آنٹی داخل ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کی بیٹی شروت ہے۔
جدید فیشن کی مگر SOBER اور پڑھی لکھی لڑکی۔ جلال آگے بڑھتا ہے۔ سب
لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جلال تعارف کر رہا ہے۔

جلال :- یہ میرے بہت ہی ڈیر دوست النور۔ اور یہ میری ڈرائیونگ آنٹی۔
آنٹی :- جلال نے مجھے آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔ آپ بھی انڈر ٹرائیونگ
ہیں ناں؟

النور :- جی۔

آنٹی :- ہاؤ ونڈر فل

جلال :- اور یہ شاہد ہے آنٹی۔

آنٹی :- ہیلو شاہد بیٹے۔ جلال نے مجھے آپ کے بارے میں بہت کچھ بتایا ہے۔
بہت خوشی ہوئی۔

جلال :- ان کا نام مراد ہے۔ میرے روم میٹ ہیں اکیڈمی میں۔

آنٹی :- ہاؤ ایکسائٹنگ۔ جلال نے مجھے آپ کے بارے میں..... جلال تم
نے ان کے بارے میں مجھے کچھ بھی نہیں بتایا۔ بیٹے آپ کے ابو کیا کرتے ہیں؟
مراد :- جی وہ..... دراصل میرے ابو.....

آنٹی :- ہاؤ دبیری سیڈ۔ آئی ایم سوری۔ آپ بالکل اکیلے ہیں۔

بہت دلچسپی لیتی ہے۔

جلال :- اور یہ آفتاب ہے بہت ہی پیارا دوست۔

کیمرہ مراد پر ہی رہتا ہے۔ شروت ایک آدھ مرتبہ مڑ کر دیکھتی ہے۔ تعارف
سے فارغ ہو کر آنٹی کہتی ہے۔

آنٹی :- میرے لیے یہ کتنی قابلِ فخر بات ہے کہ اتنے جینس اور اتنے انٹیلیجنٹ لڑکے صرف مجھے ملنے آئے ہیں۔ پلیز آپ بیٹھے۔

مُراد ایک مرتبہ ثروت کی جانب دیکھتا ہے تو وہ اسی کی جانب دیکھ رہی ہے۔ آنٹی دوسرے لڑکوں کے ساتھ گفتگو کرتی ہے پھر مُراد کو آواز دیتی ہے۔

آنٹی :- مراد بیٹے... آئیں ناں ہمارے پاس بھی تو بیٹھیں۔

اسے اپنے اور ثروت کے درمیان بٹھا دیتی ہے۔

جلال نے مجھے آپ کے بارے میں اتنا کچھ بتایا ہے کہ..... بہت جی

چاہ رہا تھا تم سے ملنے۔ تو کب تک ختم ہو رہی ہے آپ کی ٹریننگ؟

مُراد :- صرف دو ہفتے اور ہیں پھر پوسٹنگ ہو جائے گی۔

آنٹی :- پہلی پوسٹنگ کے دوران تو لڑکے بے حد اپ سیٹ رہتے ہیں۔

اپ سیٹ اور LONELY۔ ثروت :- بھی کوئی بات ہی کر د مُراد بیٹے سے۔

ثروت اس کی طرف دیکھ کر کوئی بات کرتی ہے۔

FADE OUT

مہمان رخصت ہو رہے ہیں۔ دروازے پر آنٹی ثروت اور جلال کھڑے ہیں۔

مُراد :- اچھا جلال... آنٹی....

آنٹی :- ہاؤ سوٹ آف یو ٹو کال می آنٹی۔

مُراد :- بہت بہت شکریہ

آنٹی :- میں اور ثروت ابھی چند روزہ ہیں ہیں۔ آپ آیا کریں نا۔ کل

شام آپ کیا کر رہے ہیں۔

CUT

مراد اپنے کمرے میں آتا ہے بستر پر لیٹتا ہے، اس کے کلوز پر رابیاں جھاڑ دیتی
 ہوئی کٹ ہوتی ہے، اور پھر ثروت کا لونگ شاٹ کلوز میں آ جاتا ہے، یہاں
 تک کہ رابیاں پر مکمل طور پر حاوی ہو جاتا ہے۔

CUT

روشن حلوائی کے پاس بیٹھا دودھ پی رہا ہے۔

حلوائی :- مراد نظر نہیں آیا بہت دنوں سے !

روشن :- نوکری پر جانے سے پہلے آیا تھا ایک شام، دانے پانی کے لیے پیسے
 بھی دے گیا اور یہ کمبل بھی۔

حلوائی :- نوکری پر چلا گیا ہے ؟ تمہیں ساتھ کیوں نہیں لے گیا روشن ؟
 روشن :- اسے سرکار کی طرف سے بنگلہ ملا ہے ناں وہاں ابھی کچھ بندوبست
 نہیں ہوا کھانے پکانے کا، جو نہی کوئی انتظام ہوا مجھے لے جائے گا۔
 اور پھر مجھے خرچہ جو دے گیا ہے۔

حلوائی :- تیری آزمائش کے دن تو ختم ہوئے۔

روشن :- رب سچے نے ختم کر دیے... پر چاچے یوں ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر مجھ
 سے بیٹھا نہیں جاتا، مراد سے وعدہ کر چکا ہوں کہ اب مشک کو ہاتھ
 نہیں لگاؤں گا ورنہ....

حلوائی :- ورنہ کیا ؟

روشن :- ورنہ تجھے ہی آٹھ دس مشکیں دے کر شوق پورا کر لیتا۔

حلوائی :- تو اچھا لگتا ہے اب پانی بھرتا ہوا، اتنے بڑے افسر کا باپ ہو کر !

روشن :- اچھا تو میں ویسے ہی لگتا ہوں لیکن خیر اولاد کی بات تو مانی ہی پڑتی ہے۔

CUT

رابیاں کا گھر۔

رابیاں :- دچائے کا کپ لاتی ہے، لے چا چا۔ میٹھا کم ہو تو اور لے لینا... وہ مراد...
روشن :- راضی خوشی ہے۔ اس کے انسر بہت خوش ہیں اس کے کام سے۔ خط میں یہی
لکھا تھا۔

رابیاں :- خط آیا ہے؟

روشن :- ہاں اس ماہ کا خرچہ بھیجا ہے تو اس کے ساتھ ایک چٹھی بھی تھی۔

رابیاں :- اور کیا لکھا تھا؟

روشن :- تیرے بارے میں کچھ نہیں لکھا تھا۔ کیسے لکھے؟ بعد میں لکھے گا...

رابیاں :- کہاں پر ہے ان دنوں؟

روشن :- ملتان میں۔ اسی لیے تو لے کر نہیں گیا۔ کہتا ہے وہاں گرمی بہت ہے ان دنوں۔

آبدیدہ ہو کر بہت خیال رکھتا ہے میرا۔ خیال تو بہت رکھتا ہے مگر...

رابیاں :- خاک خیال رکھتا ہے۔ دوپارہ ماہ بعد رات کے اندھیرے میں چور دس کی

طرح آتا ہے اور تجھے خیرات دے کر چلا جاتا ہے۔

روشن :- بیٹا ہے میرا!

رابیاں :- بیٹا ہے تو پاس کیوں نہیں رکھتا۔

روشن :- (دُکھ کر) میں تم پر بوجھ ہوں تو موت خیال رکھا کر میرا... یہ باپ بیٹے

کا معاملہ ہے۔ وہ خود در بدر کی ٹھوکریں کھا رہا ہے۔ آج یہاں کل دہاں

مجھے کہاں گھسیٹتا پھرے... میرا بیٹا ہے۔ لے اپنی چائے۔

— CUT —

حلوائی کی دکان پر بیٹھا ہے۔ ڈاکیر آتا ہے۔ پیسے دیتا ہے۔ اپنے کمرے میں آتا ہے مشک

کو دیکھتا ہے۔ مراد کے پرانے بستے کو گئے لگا کر سوتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔ اس طرح آٹھ

برس بیت جاتے ہیں، بہت بوڑھا ہو چکا ہے۔

CUT

ڈاکیہ آتا ہے۔ روشن کی کوٹھڑی کا دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ جواب نہیں ملتا۔ آواز دیتا ہے۔

بابا روشن - بابا روشن

اندر سے ہائے ہائے کی آواز آتی ہے۔ تالا توڑ کر اندر جاتا ہے۔ روشن بخاریں پھنک رہا ہے۔ نیم بے ہوش ہے۔ ڈاکیہ جا کر حلوائی کو بلاتا ہے۔ سلوائی دیکھ کر رابیاں کو بلاتا ہے جس کی گود میں اب ایک بچہ ہے۔

حلوائی :- پرسوں کہہ گیا تھا مراد نے بلایا ہے۔ دو تین روز میں آ جاؤں گا۔ مجھے کیا پتہ تھا باہر سے تالا ڈلوا کر اندر لیٹا ہوا ہے۔ روشن۔ روشن دین۔

روشن :- ارے تم بچے؟ لو بھئی میں تو ابھی ابھی واپس آیا ہوں۔ بڑی خدمت کی مراد نے میری۔ اس کی بیوی نے.... تمہیں پتہ ہے نا اس نے شادی کر لی ہے۔ بہت رئیس خاندان میں.... مجھے بھی بلایا تھا۔ ہاں ہاں گیا نہیں تھا ایک روز نئے کپڑے پہن کر۔ میری بیوی نے بستر پر بٹھا کر میری خدمت کی۔ آٹھنے ہی نہیں دیا.... اور دو بچے بھی ہیں ان کے.... میرا پوتا اور پوتی تو مجھے آنے ہی نہیں دیتے تھے۔ ان کی تصویر دیکھی ہے تم نے مجھے۔ بیٹی تھی مراد نے۔ تصویریں بھیجتا رہتا ہے۔ بیٹی رہتا ہے۔

رابیاں :- چاچا روشن تیری طبیعت ٹھیک نہیں۔ میرے ساتھ چل۔

روشن :- تو تجھوں کی دیکھ بھال کرے گی یا میری؟ تیرا گھر والا واپس نہیں آیا دہائی سے۔

رابیاں :- اگلے ماہ آئے گا۔ میرے ساتھ چل چاہا۔

روشن :- تو مجھے پانی پلا دے میں ٹھیک ہو جاؤں گا . خوراک بہت کھائی ناں
میں نے وہاں گوشت بھون بھون کر کھلاتی رہی میری بہو . اس لیے ...
پاک پانیوں کی کمائی سے پالا ہے میں نے مراد کو ... اس لیے تو خدمت کرتا ہے .
آنے ہی نہیں دیتا تھا . میں تو زیر دستی آگیا . تمہیں یقین نہیں ہے ؟ نہیں
ہے ؟ تو نہ کر دیقین نہ کر د .

رابیاں اور چاچا حلوائی ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہیں .

— CUT —

مراد کا ڈرائینگ روم . چاچا حلوائی اور رابیاں سکڑے ہوئے بیٹھے ہیں . ہم گفتگو کے
درمیان پہنچتے ہیں .

مراد :- چاچا مجھے تو انکار نہیں ہے ... اباجان خود ہی .

رابیاں :- انکار نہیں تو انہیں جا کر لے آ ...

مراد :- میں نے تو ان کی خوشی کی خاطر ... میں ان کو باقاعدہ خرچہ بھیجتا ہوں .

گرمیوں سردیوں کے کپڑے بھیجتا ہوں . جب بھی فرصت ملے ، مل آتا ہوں .

حلوائی :- یہ سب کچھ اسے پہلے ہی ملتا تھا مراد ... اسے اب آرام کی ضرورت ہے .

مراد :- میں نے کہا ناں مجھے انکار نہیں ... رابیاں سنا ہے تیری شادی
ہو گئی ہے .

رابیاں :- اور سنا ہے تو نے شادی کر لی ہے ...

مراد :- (کھسیا ہو کر) بہت عرصہ ہو گیا . اب تو ماشاء اللہ دو بچے بھی ہیں .

حلوائی :- کہاں ہیں ؟

مراد :- سکول گئے ہیں .

اتنے میں ثروت ڈرائینگ روم میں داخل ہوتی ہے اور پھر کچھ کہے بغیر دوسرے

کمرے میں چلی جاتی ہے۔

رابیاں :- تیری بیوی ہے ؟

مراد :- ہاں اس کی صحت خراب ہے ؟

حلوائی :- تو پھر کب ؟

مراد :- میں آج شام آؤں گا۔۔۔

رابیاں اور حلوائی خوشی خوشی اٹھ کر جاتے ہیں۔ ثروت آتی ہے۔

ثروت :- یہ کون تھے ؟

مراد :- میرے رشتے دار تھے۔

ثروت :- کوئی سفارش لے کر آئے تھے۔۔۔

مراد :- ہاں۔۔۔

ثروت :- تو مان لی۔۔۔

مراد :- ہاں

———— CUT ————

رات کو مراد کو ٹھٹھری میں پہنچتا ہے۔ اور روشن کو ساتھ لے کر گھر آتا ہے۔ اسے سہارا دیتا ہے۔ مگر وہ بیٹے کو دیکھ کر بالکل ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ ایک بیڈ روم میں لے جاتا ہے۔ روشن میز پر پڑے گلاس کو اٹھاتا ہے۔ ادھر ادھر پانی کے پے نظریں دوڑاتا ہے۔ اور پھر مسکراتا ہوا سو جاتا ہے۔

———— CUT ————

روشن لان میں کھڑا ہے۔ ہاتھ میں رٹیر کی نالی ہے جس سے وہ پودوں کو پانی دے رہا ہے۔ کوٹھی کے گیٹ سے دو بیگمات اندر داخل ہوتی ہیں۔
بیگم :- کیوں مالی بیگم صاحبہ گھر پر ہیں۔۔۔۔

روشن :- دُبر اُمناتے ہوئے، دیکھ لو باکر۔۔۔

وہ اندر جاتی ہیں اور ساتھ ہی ایک نوکر دونوں بچوں کو لے کر باہر نکلتا ہے۔

روشن :- کہاں جا رہے ہیں بیٹے ؟

بچے :- دادا جان ہم سکول جا رہے ہیں۔

روشن :- سکول ؟ دفلیش بیک مُراد کو سکول لے جا رہا ہے، بیٹی تم کوئی اور کام

کرو۔۔۔ بیٹوں کو سکول میں لے کر جاؤں گا۔۔۔

بچے بہت خوش ہو کر ساتھ چل دیتے ہیں۔

———— CUT ————

ڈسٹینک روم میں بیگمات بیٹھی ہیں۔

بیگم ۱ :- تو مینا بازار کا پروگرام تو طے ہو گیا۔

بیگم ۲ :- بیگم مراد باہر کے ملکوں میں تو بوڑھے اور معذور لوگوں کے لیے —

OLD PEOPLE'S HOME ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے ہاں انہیں

پوچھنے والا کوئی نہیں ہوتا۔۔۔

ثروت :- اس مینا بازار کی آمدنی سے ہم کم از کم بوڑھوں کے لیے ایک گھر کی

بنیادیں تو رکھ سکیں گے۔

بیگم ۱ :- سچ آپ سموسوں کے سٹال پر کھڑی ہو جائیں تو ساڑھن اُمڈ پڑے۔۔۔

اور ہاں یہ آپ کا نیا مالی بہت بدتمیزی سے بولتا ہے۔

نوکر اندر داخل ہوتا ہے۔

ثروت :- اتنی جلدی چھوڑ آئے ؟

نوکر :- وہ باباجی کے ساتھ چلے گئے ہیں۔

ثروت کچھ شرمندہ ہو کر ان کی طرف دیکھتی ہے۔

———— CUT ————

مونتاز۔ روشن بچوں کو سکول چھوڑنے جا رہا ہے۔ لان میں کھیل رہا ہے۔ سکول سے باہر چھاڑی والے سے مٹھائی لے کر دے رہا ہے۔ ڈرائینگ روم میں گھوڑا بنا ہوا ہے۔ ثروت نہایت ناپسندیدگی سے دیکھ رہی ہے۔ مراد لا تعلق ہے۔

CUT

ڈرائینگ روم میں

ثروت :- پھر میں چلی جاتی ہوں مٹی کے پاس اور تم سنبھا لو اپنے غاندان کو۔
مراد :- لیکن تمہیں شکایت کیا ہے ان سے۔

ثروت :- ظاہر ہے وہ مجھے مارتے تو نہیں۔ مارتے تو دوسرے لوگ ہیں۔
مراد :- وہ میرے آبا ہیں۔

ثروت :- اور میں ... جب سے آئے ہیں بچے ان کو چٹے رہتے ہیں۔ کوئی ایسا غیر گھر میں آجائے اس کے سامنے اپنے شاندار ماضی کے قصے بیان کرنے لگتے ہیں۔ میں دامن کی مشک اٹھا کر اتنے پھیرے لگا سکتا تھا۔ اتنی سیڑھیاں بے تکان چڑھ جاتا تھا۔ ... جی مینا بازار میں بیگم آفتاب نے پتہ ہے کیا کہا؟ بیگم مراد آپ تو کولڈ ڈرنکس والے سٹال پر کھڑی ہو جائیں۔ سنا ہے آپ کا آبائی پیشہ ہے۔

مراد :- میں اتنے برس تو AVOID کرنا رہا البتہ ... گھر محلے والے ...
ثروت :- محلے والوں کے ساتھ ہم نے کوئی رشتے کرنے ہیں ... ان کا کیا حق ہے کہ ہمارے ذاتی معاملات میں مداخلت کریں ... ہم باقاعددگی سے خرچ دیتے رہے ہیں۔

روشن بچوں کے ساتھ سکول سے واپس آتا ہے۔

روشن :- آج بڑا لطیفہ ہوا ... سکول میں ایک ماشکی کو دیکھ کر ہٹیا پوچھنے لگا۔ دادا جان

یہ آدمی کس طرح اتنا بوجھ اٹھاتا ہے تو میں نے بتایا کہ بیٹے.....

مراد :- (دستی سے) ابا جان آپ ذرا بیٹھ جائیے۔ (بچوں سے) تم جا کر کچن میں کھانا کھاؤ۔ ابا جان شاید چند دنوں میں میری ٹرانسفر ہو جائے۔ آپ ہمارے ساتھ کہاں مارے مارے پھریں گے... میں... میں آپ کو خرچہ بھیجتا رہوں گا... بعد میں...

روشن :- لیکن مراد ابھی تو پچھلے ماہ...

ثروت :- انہوں نے کہا ہے کہ خرچہ ملتا رہے گا۔

روشن :- (سمجھتے ہوئے) مراد بیٹے تمہارے اندر کا کچا کوٹھا ڈھے گیا ہے پانی سے دور رہ کر۔ اور اب وہاں ایک پکا مکان بن گیا ہے۔ بہت مضبوط اتنا کہ خلوص اور محبت کی بارش اس کے اندر نہیں جاسکتی۔ بس دیواروں سے سرسرا کر بہہ جاتی ہے... میں ذرا بچوں سے مل لوں؟

ثروت :- وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ ڈسٹرب ہوں گے۔

چلا جاتا ہے۔

CUT

روشن کوٹھڑی میں لیٹا ہے۔ بچوں کی آوازیں اودھ پیپ ہوتی ہیں۔ دادا جان —

دادا جان — دادا جان "بے چین ہو کر اٹھتا ہے۔ حلوائی کے پاس جاتا ہے۔

روشن :- چاچے تو مجھے دو سیرلڈ دادا برنی اوصار دے سکتا ہے؟

حلوائی :- (حیران ہو کر) روشن... تو ویسے ہی لے جا... مگر کرے گا کیا؟

روشن :- اپنی پیاس بجھاؤں گا۔

CUT

بچوں کا سکول۔ روشن مٹھائی کا چھا بارنگائے بیٹھا ہے۔ جیٹھی ہوتی ہے، تپتے باہر نکلتے

ہیں۔ روشن سے مٹھائی خریدنا چاہتے ہیں۔ مگر وہ سب کواںسکار کرتا چلا جاتا ہے۔ پھر
دونوں بچے باہر نکلے ہیں۔

روشن :- میرے بچو۔ بیٹے۔ بیٹی۔۔۔۔۔ لڈو ایک ایک آنے۔ لڈو ایک ایک آنے۔
بچے آکر روشن سے لپٹ جلتے ہیں۔ وہ آبدیدہ ہو کر لڈو ایک ایک آنے پکارتا ہے
اور اُن کو کھلاتا ہے۔

———— CUT ————

نوکر :- جی میں بچوں کو لے آؤں ؟

ثروت :- لے آؤ۔۔۔ اور سنو۔۔۔ پہلے دو بچے گھر آ جاتے تھے اب ڈھائی بجے پہنچتے
ہیں۔ سکول ٹائم زیادہ ہو گیا ہے کیا ؟

نوکر :- جی نہیں۔۔۔۔۔ دراصل۔۔۔۔۔ بس جی ویسے ہی دیر ہو جاتی ہے۔ بس جی
ویسے ہی۔۔۔۔۔

باہر جاتا ہے۔ ثروت بیگ اٹھا کر پیچھے جاتی ہے۔

———— CUT ————

سکول کا گیٹ خالی ہے۔ صرف روشن کا خوانچہ ہے۔ دونوں بچے اس کے قریب بیٹھ کر
گپیں ہانک رہے ہیں۔ نوکر ایک طرف ہو کر بیٹھا ہے۔ ثروت دور سے دیکھتی ہے
پھر گیٹ کے اندر جاتا ہے۔

ثروت :- پرنسپل صاحبہ ابھی ہیں یا چلے گئے ؟

چپراسی :- ابھی بیٹھے ہیں بیگم صاحبہ۔

———— CUT ————

پرنسپل کا کمرہ۔

ثروت :- آپ کو فوری طور پر کوئی بندوبست کرنا چاہیے۔

پرنسپل :- آپ نے بہت ہی اچھا کیا بیگم مراد... میں بے حد شرمندہ ہوں کہ میرے سکول میں...

ثروت :- آپ کا کوئی قصور نہیں۔ یہ شخص پہلے ہمارے ہاں ملازم تھا لیکن مجھے چند ہی دنوں میں معلوم ہو گیا کہ یہ دراصل کوئی عادی قسم کا مجرم ہے۔ اور ہمارے بچوں کو اغوار کرنا چاہتا ہے۔ میں نے نکال دیا تو اب اس مقصد کی خاطر گیٹ کے باہر چھابڑی لگا کر بیٹھ گیا ہے، میں دیکھ کر آئی ہوں۔ بچے اس کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔

پرنسپل :- میں ابھی بندوبست کرتی ہوں۔

دونوں باہر نکلتے ہیں۔ پرنسپل چند ملازموں کو ہدایات دیتا ہے۔ ثروت آگے بڑھ کر بچوں کو گھسیٹتی ہوئی لے جاتی ہے وہ "دادا جان دادا جان" کا شور مچاتے ہیں۔ روشن کی سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا ہو رہا ہے۔ ملازم اس کا خوانچہ اٹھ دیتے ہیں اور دھکے مارتے ہوئے نکال دیتے ہیں۔

CUT

اپنے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ جوتی اتارتا ہے۔ پانی کے گلاس اٹھاتا ہے۔ سب گھڑے جو پہلے بھرے ہوئے تھے اب خالی ہیں۔ مشک کھونٹی سے اتار کر اسے فرش پر بچھاتا ہے۔ روشن :- بسم اللہ الرحمن الرحیم... اے رب رحیم کی طرح آج بھی تجھے روزی کا طلب گار ہوں۔ اسے ہلکا کر کھنا۔ میرا بوجھ کم کرنا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مشک اٹھا کر کندھے پر ڈالتا ہے۔

اختتام

○ مک

پہلا منظر

شام کا وقت قریب ہے۔

(ایک چھوٹی کار ایک کچے رستے پر دُھول اڑاتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ کار کو فضل خاں چلا رہا ہے جو درمیانی عمر کا شخص ہے سوٹ پہنے ہوئے، اگلی نشست پر اس کی بیٹی مریم بیٹھی ہے، ٹیپ ریکارڈ پر تازہ ترین انگریزی نغمہ چل رہے ہیں جنہیں وہ غور سے سُنتی ہے اور سر ہلاتی ہے۔ پچھلی نشست پر اُس کا بھائی عارف ہے وہ بھی موسیقی سُن رہا ہے۔ اُس پاس کے جو منظر گزرتے ہیں وہ دیہاتی زندگی کے ہیں۔ کوئی گڈ جا رہی ہے۔ بیل گاڑی۔ مویشی۔ سرسوں کے کھیت۔ کسان گھروں کو لوٹ رہے ہیں۔ ان کے مویشیوں کے گلے میں بندھی گھنٹیوں کی آواز وغیرہ)

مریم :- ابو! بھی آپ کا گاؤں کتنی دُور ہے؟

ابو :- بس ہم پہنچنے ہی والے ہیں۔ اُدھر وہ بڑے بندر کے پیرے... جنگل

کے ساتھ (مسکرا کر) میرا خیال ہے کہ وہ والا گاؤں ہی ہے۔

عارف :- آہ! آپ اپنے گاؤں کا راستہ بھول رہے ہیں ابو۔

آلو :- نہیں۔ لیکن مجھے ادھر آئے ہوئے عرصہ بھی تو بہت بیت چکا۔ شاید بارہ برس پہلے آیا تھا۔۔۔ ہاں راستے تو چلنے سے یاد رہتے ہیں۔ ہم چلے نہیں سو بھول رہے ہیں۔

مریم :- کیا جنگل بہت قریب ہے۔ (خوفزدہ)

آلو :- تقریباً دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔

مریم :- اور اس میں جانور بھی ہوں گے۔

عارف :- ہاں۔ زرا نے اور شتر مرغ تو عام پائے جاتے ہیں۔ دیکھو سنو پٹھان

نظر آ رہا ہے کہ شیشم اور سفیدے کے چند درخت ہیں جنہیں آلو رومانٹک

ہو کر جنگل کہہ رہے ہیں۔ وہاں زیادہ سے زیادہ خرگوش ہو سکتے ہیں۔

آلو :- نہیں۔ اس میں جانور ہوتے ہیں۔ جورات کے اندھیرے میں ہماری

(کیسٹ کی طرف) فصلوں کو اجاڑ جاتے ہیں۔ اسے تو ذرا آہستہ کرو۔

مریم :- ہم یہاں صرف دو دن ہی ٹھہریں گے ناں آلو؟

آلو :- ہاں۔ بس ہم جس کام سے آئے ہیں وہ ہو جائے تو پھر یہاں سے سیدھے

مری اور تمہی گلی سنو فال دیکھنے کے لیے۔۔۔

مریم :- ویسے یہ آپ کا گاؤں کچھ گندہ تو ہو گا؟ خیر مجبوری ہے۔

(کار گاؤں کے قریب۔ شام ہو رہی ہے۔ گاؤں کے اندر داخل ہوتی ہے۔ ایک چوڑی

اور کچی گلی۔ کار کھڑی ہوتی ہے۔ کار کے پیچھے بھاگنے والے بچے گرد ہو جاتے ہیں۔

چند عورتیں اپنے بچے اٹھائے دروازوں میں کھڑی ہیں۔ تینوں ہاہر نکلتے ہیں۔

عارف اور مریم کے چہرے پر ناگواری۔ فضل خان کچھ شرمندہ۔ بچے قریب آ کر

ہنس رہے ہیں۔ ایک دو کی ناکیں بہہ رہی ہیں۔ مریم انہیں دیکھ کر اُبکاٹے

بیتی ہے۔)